کیوں؟ کیا یہ آیت پیغمبرؐ کے معصوم ہونے سے ہم آہنگ ہے؟

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، آیت اللہ جعفر سبحانی مدظلہما العالی

سوال: اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے پیغمبرؑ گناہوں سے پاک ہیں تو پھر اس آیت میں پیغمبر کا گناہ بخشنے سے کیا مراد ہے؟

اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا۝ لِّیَغفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَاتَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًامُّسْتَقِیْمًا۝

''ہم تمہارے لئے نمایاں فتح (فتحِ مکہ) وجود میں لائے تاکہ خدا تمہارے گزشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے اور اپنی نعمت کو تمہارے حق میں کامل کردے اور تمہیں راہ راست کی جانب ہدایت کرے۔'' (سورہ فتح، آیت:۱۔۲)

جواب: پہلے تو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ تحریکوں کے بانی اور انقلابی اشخاص جو عام خیالات کے دھارے کے خلاف قدم اٹھاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے ترقی پسندانہ پروگرام کے ذریعے روبہ انحطاط اور آلودہ معاشرے کی اصلاح کریں وہ پہلے قدم پر ہی مخالفتوں، الزام تراشیوں، ناروانسبتوں اور بے بنیاد تہمتوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ تہمت لگانا ان حربوں میں سے ایک ہے جو پسماندہ معاشروں میں استعمال کئے جاتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے مصلح افراد اور شخصیتوں کو فکر کی کوتاہی اور اپنی کم ظرفی کی بنا پر تہمتوں اور ناروانسبتوں کے زہر آلود تیروں کا نشانہ بنایا جائے۔

پیغمبرؐ اسلام بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہ تھے۔ آپ کو بھی قریش کی مخالفت اور بے بنیاد تہمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جس شخص کو کل تک قریش کی صادق، امین اور پرہیزگار ہستی مانا جاتا تھا اس نے جس دن ان کے پست خیالات کی مخالفت کی اور لوگوں کو خدا پرستی کی دعوت دی اسی دن سے اس پر جادوگری، کہانت، جنون اور خدا پر افتراء باندھنے کی تہمتیں لگائی جانے لگیں، اللہ تعالیٰ نے ان تہمتوں کو کفار قریش سے نقل کیا۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اگر ایسی تہمتوں کا کچھ لوگوں پر اثر نہ بھی ہو تب بھی یہ سادہ لوح اور کم فہم لوگوں کے لئے پیغمبرؐ کی راست گوئی اور دعوے کے بارے میں شک وشبہہ کا باعث بنتی ہیں اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ لوگوں کا ایک گروہ ایک مدّت تک ان تہمتوں کے بارے میں شک، تردد اور دورائی کا شکار رہتا ہے۔

ان حالات میں یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ان تہمتوں کا ازالہ کیا جائے تا کہ حقیقت کا چہرہ ان اوہام کے گورکھ دھندے کے درمیان میں سے بے نقاب ہو جائے؟

اس کا ایک ہی مؤثر طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ایک اولوالعزم اور ترقی پسند شخص جو اجتماعی طرزِ فکر اور نصب العین کا علم بردار ہو اگر وہ کامیاب ہو جائے اور اپنا مقصد حاصل کر لے اور لوگ خود اپنی آنکھوں سے اس کی تحریک کے فوائد دیکھ لیں تو تمام تہمتیں اور الزام تراشیاں نقش برآب ہو جاتی ہیں اور ان تہمتوں کی جگہ کئی ایک اچھے القاب لے لیتے ہیں جو عظمت، قدرت اور معنویت کا مظہر ہوتے ہیں اور اگر صورتِ حال اس کے برعکس ہو تو اکثر یہ تہمتیں بعض لوگوں کے ذہنوں میں مدت تک باقی رہتی ہیں اور کئی اشخاص کے بارے میں کارگر اور مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

بالکل یہی بات پیغمبرِ اسلام کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے۔ آپ نے ایک ترقی پسندانہ پروگرام اور کئی ایک ایسے تابناک قوانین کے ساتھ مقابلے کے میدان میں قدم رکھا جو عوام کے لئے تو منفعت بخش تھے لیکن حکومت کے خلاف جاتے تھے۔ آپ اس میدان میں اپنی آئندہ کامیابیوں کی خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عنایات کی روشنی میں اور اپنی اور اپنے وفادار ساتھیوں کی مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کی بدولت آپ نے تمام مشکلات پر قابو پالیا۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ شرک کا گڑھ اور ان الزام تراشیوں کی پیدائش کا مرکز مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا اور مکہ ایک درخشاں کامیابی کے طور پر فتح ہو گیا۔

یہ کامیابی جو اس امر کا سبب بنی کہ قریش اپنی تمام قوت کے ساتھ اسلام کے زیرِ حکومت اور اس کے قبضے میں آ جائیں، اپنے دامن میں ایک اس سے بھی بڑا نتیجہ رکھتی تھی اور وہ یہ کہ جب یہ مردِ جری اس میدان میں سرخرو ہو گیا اور لوگوں نے اس کی جدّ و جہد کا بہترین نتیجہ واضح طور پر دیکھ لیا اور اس نے اپنے معنوی انقلاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا تو اس کامیابی کی روشنی میں دروغ گوؤں اور جھوٹی تہمتیں لگانے والوں کے منہ بند ہو گئے اس عظیم کامیابی کی موجودگی میں وہ اسے مجنوں اور دیوانہ یا ساحر اور کاہن نہیں کہہ سکتے تھے کیوں کہ وہ شخص جس میں اس قسم کے روحانی اور نفسیاتی نقائص موجود ہوں ایسا انقلاب برپا نہیں کرسکتا۔

لہٰذا مذکورہ بالا آیت میں ''ذنب'' سے مراد وہی ناجائز تہمتیں ہیں جو فتح مکہ سے پہلے تک قریش کے سادہ لوح افراد کے دلوں میں موجود تھیں اور اس کامیابی نے ان تمام ناروا نسبتوں کو باطل کر دیا اور دنیا کے اس عظیم نجات دہندہ کے مقدّس دامن سے یہ بہتان دور ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہی صورتِ حال باقی رہتی جو فتح مکہ سے پہلے تھی اور رسول اکرمؐ مقابلے کے میدان میں کامیابی حاصل نہ کر پاتے تو تہمتیں بھی اپنی جگہ قائم رہتیں۔

اس تفسیر کی گواہی دو چیزیں دیتی ہیں:

۱۔ صریح طور پر یہ آیت یہ کہتی ہے کہ ہم فتح مکہ وجود میں لائے تا کہ اس کی روشنی میں تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں۔

اگر گناہوں کی بخشش سے مراد تہمتوں اور ناجائز

الزام تراشیوں کا باطل کرنا ہی ہو جیسا کہ ہم نے اوپر بالتفصیل بیان کیا ہے تو پھر ان دو چیزوں یعنی ''فتح مکہ'' اور ''گناہوں کی بخشش'' کا ارتباط صحیح اور واضح ہوجاتا ہے کیوں کہ اس کامیابی نے تہمتوں کی تکرار کے بارے میں لوگوں کے منہ بند کردیئے اور پھر کسی کے آں حضرتؐ کو الزام دینے کا سوال باقی نہ رہا اور اگر ان سے مراد شرعی گناہ اور نافرمانیاں ہوں تو پھر ان گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ایک عسکری فتح اور ظاہری کامیابی نہیں بلکہ استغفار اور توبہ ہے۔

۲۔ آیت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ فتح اور کامیابی گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی بخشش کے اسباب وجود میں لائی اور یہ جملہ اسی صورت میں صحیح معنوں کا حامل ہوسکتا ہے جب اس سے مراد تہمتیں اور ناروانسبتیں ہی ہوں یعنی یہ عظیم اجتماعی کامیابی اس امر کا موجب بنی کہ سابقہ تہمتیں زائل ہوجائیں اور آئندہ بھی کوئی ایسی تہمتیں نہ لگائے لیکن اگر اس سے مراد شرعی گناہ ہی ہوں تو پھر آئندہ گناہوں کی بخشش کا صحیح مفہوم برآمد نہیں ہوتا۔

(بقیہ خطباء، ذاکرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

ایسی اکیڈمی اور ایسے مدارس کا قیام بھی عزاداری ہی کی خدمت کا حصہ ہیں ورنہ جس ڈگر پر آج ہمارا منبر چل رہا ہے اگر صورتحال کے آگے بند نہ باندھا گیا تو کچھ عرصے کے بعد منبر کا اللہ ہی حافظ ہوگا۔

ہمارے بعض صوبوں میں تو یہ حال ہے کہ گانے بجانے والے محرم میں گانا بجانا چھوڑ کر منبر پر کودنا شروع کردیتے ہیں اور انہیں یہاں زیادہ پذیرائی ملتی ہے اور بقول ان کے گانے بجانے سے زیادہ انہیں ان دو ماہ میں عزت، شہرت اور دولت مل جاتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان سب کے بدلے انھوں نے اس قوم کو کیا دیا؟ تاریخی واقعات کو مسخ کرکے پیش کرنا، گڑھی ہوئی روایات کو پیش کرکے واقعہ کربلا کو دنیا کی نظروں میں مشکوک بنانا اور اپنی بے عملی کی توجیہہ وتاویل پیش کرنے کے لیے ساری قوم کو بے عملی راہ پر چلنے کی دعوت دینا۔

کیسے کیسے لوگ، منبر پر نظر آنے لگے
زیر منبر بیٹھئے، توہین منبر دیکھئے

آپ اس قوم کے دانشور ہیں، آپ کو ہی قوم کو اس دلدل سے نکالنا ہوگا۔ خدا بھی کسی قوم کی تب ہی مدد کرتا ہے جب وہ خود اپنی مدد کے لیے آمادہ ہو۔

آیئے ہم سب مل کر عہد کریں کہ اپنے عہد وفا کو پورا کریں گے، اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہوں گے اور اس مظلوم ملت کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنادیں، آیئے اپنے جزئی اختلافات کو بھلا دیں اس طرح صف بندی کرلیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار بلکہ کربلا کی دیوار جس سے ٹکرا کر یزیدیت پاش پاش ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

☆☆☆